FLOW CHART — ترتیبی نقشہ ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

46- سُورَةُ الأحْقَاف

آیات : 35 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 10

مرکزی مضمون :

﴿العزیز الحکیم﴾ کے نازل کردہ قرآن پر ایمان لاکر ، مشرک قومِ عاد کے انجام سے عبرت حاصل کرکے ، توحید پرست ﴿جِنّات﴾ کی طرح قرآن کے داعی اور مبلغ بن جاؤ !

- پہلا پیراگراف — آیات: 1 تا 3 — ﴿العزیز الحکیم﴾ کی تنزیلِ قرآن کا مقصد
- دوسرا پیراگراف — آیات: 4 تا 6
- تیسرا پیراگراف — آیات: 7 تا 11 — ﷺ اور قرآن پر الزامات
- چوتھا پیراگراف — آیات: 12 تا 14 — تورات اور قرآن کی ہم آہنگی اور توحید پر استقامت کی دعوت۔
- پانچواں پیراگراف — آیات: 15 تا 20 — موحد باپ اور کافر بیٹے کے مختلف رویے، تکبر، فسق، بد عملی اور انکار کا انجام
- چھٹا پیراگراف — آیات: 21 تا 26 — حضرت ہود کی دعوتِ توحید اور قومِ عاد کے مجرمین و مشرکین کا استہزاء اور انکار
- ساتواں پیراگراف — آیات: 27 تا 28
- آٹھواں پیراگراف — آیات: 29 تا 32 — جنات کی سماعتِ قرآن، جنات میں داعی اور مبلغین پیدا ہو گئے۔
- نواں پیراگراف — آیات: 33 تا 34 — ... سے آخرت پر استدلال
- دسواں پیراگراف — رسول ﷺ کو صبر و دوام کی نصیحت اور مشرکین کو ہلاکت کی دھمکی۔

زمانۂ نزول اور پس منظر:

﴿سورة الاحقاف﴾ غالبًا ﴿سُورةُ الجِنّ﴾ کے ساتھ، غالبًا دورۂ طائف سے واپسی پر نخلہ کے مقام پر (شوال 10 نبوی میں) ہجرتِ مدینہ سے تین سال پہلے نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ پر ﴿سِحر﴾ اور ﴿افتریٰ﴾ کے الزامات کی بازگشت تھی۔ کتابی اعتبار سے یہ ﴿حوامیم﴾ کے سلسلے کی ساتویں اور آخری سورت ہے۔

سورۃ الاحقاف کا کتابی ربط

1- پچھلی سورۃ ﴿الجاثیۃ﴾ میں فرعونیت کی وجوہات، تکبر اور غرور، دہریت اور دنیا پرستی، خواہشات نفس کی پیروی وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی تھی، یہاں ﴿سورۃ الاحقاف﴾ میں اس کی وضاحت قومِ عاد کے متکبرانہ منفی رویوں سے کی گئی ہے۔

2- یہاں سورۃ الاحقاف میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے راست (Direct) ہلاکت کا ذکر ہے۔ اگلی سورت ﴿مُحَمَّد﴾ مدنی ہے، جس میں مسلمانوں کے ہاتھوں قریش کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح بالواسطہ (Indirectly) اللہ تعالیٰ بعض اوقات کافر قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورت ﴿الاحقاف﴾ میں، اثباتِ توحید، ردِ شرک، وضاحتِ منصبِ رسالت کے بعد، قریش کے وسیلے کے عقیدے کا سختی سے رد کیا گیا ہے اور ﴿قُرْبَانًا اٰلِهَةً﴾ کی بے بسی ظاہر کی گئی ہے۔

2- یہ ایک جلالی سورت ہے، اس میں وادیٔ احقاف کی قومِ عاد کی ہلاکت کا بھی ذکر ہے اور قوموں کی ہلاکت کے اصول بھی بیان کیے گئے ہیں۔ مشرکینِ مکہ کو ان کو شرک اور استکبار سے روکنے کے لیے، قومِ عاد کے انجام سے ڈرایا گیا ہے اور آخری آیت میں ہلاکت کی دھمکی دی گئی ہے۔

3- انسانوں کو غیرت دلائی گئی ہے کہ تم سے تو جنات اچھے رہے، وہ قرآن سن کر نہ صرف مسلمان ہوئے، بلکہ داعی اور مبلغ بن گئے۔

4- قرآن کی خصوصیات اور اس کی دعوتِ توحید:

(a) قرآن حکمت والے زبردست اللہ ﴿العزیز الحکیم﴾ کی طرف سے نازل کردہ ہے (آیت:2)۔

(b) مشرکینِ مکہ کی طرف سے قرآن پر جادو ﴿سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ کا الزام عائد کیا گیا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے گھڑ لیا ہے (آیت:7)

(c) قرآن کی دعوت کو مشرکینِ مکہ نے قدیم جھوٹ ﴿اِفْكٌ" قَدِيْمٌ"﴾ قرار دیا (آیت:11)۔

(d) قرآن اور تورات میں مماثلت ہے، دونوں انسانوں کی امامت کے لیے بطورِ رحمت نازل کیے گئے ہیں (آیت :12)، چنانچہ بنی اسرائیل کے ایک معقول شخص نے، یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا، لیکن قریش نے تکبر سے کام لیا۔ (آیت:11)

5- مشرکینِ مکہ کے رویے:

(a) اس سورت میں مشرکین مکہ سے ﴿مجادلہ﴾ کیا گیا ہے اور ان کے عقیدے کا ابطال کر کے، انہیں جنات کی طرح

توحید قبول کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

(b) قرآن کی دعوتِ توحید کو، مشرکینِ مکہ نے مسترد کر کے اعراض اور گریز کا رویہ اختیار کیا ہے (آیت: 3)۔

(c) ﴿شِرك فی الدعا﴾ کی تردید: خودساختہ خدا ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ قیامت تک دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے (آیت:5)

(d) مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر افتریٰ کا الزام عائد کیا (آیت:8) اور اُس کا جواب یہ دیا گیا کہ آپؐ کوئی نئی دعوت نہیں پیش کر رہے ہیں (آیت:9) بلکہ آپؐ آخری رسول ہیں اور تمام رسول یہی دعوت دیتے رہے ہیں۔

(e) چالیس سالہ موحد باپ کی والدین اور اولاد کے لیے دعائیں اور کافر بیٹے کا ردِ عمل بیان کر کے، قریش کو آباء پرستی کے بجائے توحید کی دعوت پر اپنی عقلِ سلیم سے غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے (آیات 15 تا 20)

(f) مشرکینِ مکہ کے قبولیتِ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کا تکبر اور غرور ہے، جس کی سزا انہیں آگ کی صورت میں دی جائے گی۔ (آیات 10، 20)

(g) مشرکینِ مکہ کو بتا دیا گیا کہ ان کے ﴿قُرباناً اٰلِهَةً﴾ یعنی وہ اٰلِهة، وہ خدا، جنہیں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے پوجا جاتا تھا اور جن کی عبادت اللہ کا ﴿وَسِيلَة﴾ سمجھ کر کی جاتی تھی، بے بس اور لاچار ہیں۔ مشرک قوموں کی ہلاکت کے موقع پر ایسے ﴿قُرباناً اٰلِهَة﴾ مدد کے لیے نہیں آتے (آیت 28)۔

6- سورۃ الاحقاف میں ہلاکتِ اقوام کے اُصول بھی بیان کیے گئے ہیں:

(a) فاسق یعنی نافرمان اور بدعمل قومیں ہلاکت کر دی جاتی ہیں (آخری آیت:35)۔

(c) جو لوگ اپنے خودساختہ خداؤں ﴿اٰلِهَة﴾ کو تقربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، انہیں صاف صاف بتا دیا گیا کہ ﴿قُرباناً اٰلِهَةً﴾ کا عقیدہ رکھنے والوں کی ہلاکت کے موقع پر یہ خودساختہ خدا ﴿اٰلِهَة﴾ بے بس ہوتے ہیں اور انہیں بچا نہیں سکتے۔ (آیت 28)

(d) قومِ عاد ایک مجرم قوم تھی، جو آیاتِ الٰہی کی منکر تھی، اُسے ﴿رِيح﴾ یعنی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔ (آیت 24)

سورۃ الاحقاف کا نظمِ جلی

سورۃ **الاحقاف** دس (10) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3 : پہلے پیراگراف میں ﴿ العَزِيزُ الحَكِيم ﴾ کی تنزیل قرآن کا مقصد بتا کر، انسان کو تخلیقِ کائنات اور قیامت کی عدالت کے مقصد سے آگاہ کیا گیا ہے، لیکن کافر گریز اور اعراض کا رویہ اختیار کر رہے ہیں۔

2- آیات 4 تا 6 : دوسرے پیراگراف میں مشرکینِ مکہ سے (جو توحیدِ خالقیت کے قائل تھے) توحیدِ دُعا، توحیدِ عبادت اور توحیدِ اُلوہیت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مشرکین سے پوچھا گیا کہ بتاؤ کہ ﴿مِن دُونِ اللّٰه﴾ نے زمین و آسمان میں کیا پیدا کیا ہے؟ کوئی آسمانی کتاب دکھاؤ، جس میں شرک کی دلیل ہو؟ ﴿غیر اللہ﴾ قیامت تک لوگوں کی دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ ان کی دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ قیامت کے دن یہ سب مشرکین کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔

3- آیات 7 تا 11 : تیسرے پیراگراف میں، محمد ﷺ اور قرآن پر اعتراضات نقل کر کے ان کا جواب دیا گیا ہے

ایک اعتراض یہ تھا کہ قرآن جادو ہے (آیت :7) دوسرا یہ کہ یہ گھڑ لیا گیا افتریٰ ہے۔(آیت 8) ﴿ اِفكٌ قديم ﴾ ہے یعنی پرانا جھوٹ ہے (آیت :11)۔ انہیں جواب دیا گیا کہ میں نرالا رسول نہیں ہوں۔ وحی کی پیروی کر رہا ہوں۔ خود مجھے نہیں پتہ کہ میرے ساتھ اور تم لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ میں تو صاف خبردار کرنے والا ہوں۔ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے اسلام کی گواہی دے دی ہے اور تم لوگ تکبر کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

4- آیات 12 تا 14 : چوتھے پیراگراف میں، تورات اور قرآن کی مماثلت بیان کر کے توحید پر استقامت کی دعوت دی گئی ہے

تورات بھی امام اور رحمت تھی اور یہ عربی زبان کا قرآن بھی۔ قرآن کے نزول کا مقصد بھی ظالم مشرکین کو ڈرانا اور نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دینا ہے، جو اللہ کو اپنا رب تسلیم کر کے اُس پر ڈٹ جاتے ہیں، انہیں خوف و ملال نہیں ہوگا۔ ان کے نیک اعمال کے سبب انہیں جنت عطا کی جائے گی۔

5- آیات 15 تا 20 : پانچویں پیراگراف میں، مُوَحِّد باپ اور کافر بیٹے کے مختلف رویے بیان کر کے، قریش کو آباء پرستی کے بجائے، توحید کی دعوت پر عقلِ سلیم سے غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اُن کو اُن کے تکبر، فسق، بدعملی اور استکبار کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

اللہ نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ بالخصوص ماں کے ساتھ جو تکلیف کے ساتھ حمل اٹھائے

پھرتی ہے، پھر جنتی ہے، پھر دودھ پلاتی ہے، یہاں تک کہ وہ چالیس سال کا ہو جاتا ہے۔ اللہ سے شکر کی توفیق طلب کرتا ہے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اولاد کی بھلائی کے لیے دعائیں مانگتا ہے۔ اور ایسے عمل کی توفیق چاہتا ہے، جس سے اللہ راضی ہو جائے۔ ایسے لوگوں کے لیے جنت ہے۔ اس کے برخلاف وہ نوجوان جو اپنے والدین کو تکلیف دیتا ہے اور آخرت پر ایمان لانے سے انکار کر دیتا ہے اور اسلام کی دعوت کو پرانے زمانے کی کہانیاں قرار دیتا ہے۔ اُس کے لیے عذاب ہے۔ یہ روزِ قیامت آگ پر پیش کیے جائیں گے۔ انہیں ان کے غرور اور تکبر اور ان کی فسق اور بدعملی کی وجہ سے ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔

6- آیات 21 تا 26 : چھٹے پیراگراف میں، تاریخی دلائل ہیں۔ مشرکینِ مکہ کو قوم عاد کی ہلاکت کی داستان سنا کر ڈرایا گیا ہے

مشرکینِ مکہ کے رویے اور جرائم، قومِ عاد کے جرائم کے مشابہ تھے:

قومِ عاد، حضرت نوحؑ کی قوم کی ہلاکت کے بعد میدان میں لائی گئی۔ یہ کشتی والوں کی اولاد تھی۔ ان کا زمانہ غالباً تین ہزار قبل مسیح (3,000 BC) کا ہے۔ ان کے رسول حضرت ہودؑ تھے۔ انہوں نے توحید کی دعوت دی (آیت 21)۔

(a) یہ ایک مشرک قوم تھی، جنہوں نے حضرت ہودؑ سے صاف کہہ دیا کہ کیا آپ ہمیں ہمارے ﴿ اٰلِهَة ﴾ سے دور کرنے کے لیے آئے ہیں؟ قومِ عاد کو اپنے خداؤں ﴿ اٰلِهَة ﴾ پر اصرار تھا (آیت 22)۔

(b) یہ مجرم تھے (آیت 25)۔ حضرت ہودؑ نے انہیں جاہل کہا۔ (آیت 23)۔

(c) یہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور ان کا مذاق اُڑاتے تھے (آیت 26)۔

(d) یہ لوگ آنکھ، کان اور دل و دماغ سے کام نہیں لیتے تھے (آیت 26)۔ یہ سوچتے تھے اور نہ عقل سے کام لیتے تھے۔

حضرتِ ہودؑ نے ﴿ احقاف ﴾ کی وادی میں قومِ عاد کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی وہ مشرک تھے۔ انہوں نے عذاب کا مطالبہ کیا، انہیں ہوا سے ہلاک کیا گیا۔ مجرم قوموں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ انہیں کان آنکھیں اور دل دیے گئے ہے، لیکن انہوں نے ان سے کام نہیں لیا۔ اللہ کی آیات کا انکار کیا اور مذاق اڑایا اور عذاب میں گرفتار ہوئے۔

7- آیات 27 تا 28 : ساتویں پیراگراف میں مشرک اَقوام کی ہلاکت کے موقعوں پر ﴿ قُرْبَانًا اٰلِهَة ﴾ کی بے بسی اور بے اختیاری کا نقشہ کھینچ کر، اللہ کے کامل اختیار کو ثابت کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی نے کئی بستیوں کو ہلاک کیا اور طرح طرح سے اپنی نشانیاں دکھائیں، اس توقع پر کہ یہ لوگ اپنے رب کی طرف پلٹیں گے۔ لیکن نہ پلٹے، چنانچہ ہلاک کیے گئے۔ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے، جن خداؤں کے وسیلے سے یہ مدد مانگا کرتے تھے، انہوں نے ہلاکت کے موقع پر کوئی مدد کیوں نہیں کی؟ بلکہ سب غائب ہو گئے۔ ثابت ہوا کہ یہ سارے عقائد غلط تھے اور لوگوں کے خود ساختہ تھے۔

8- آیات 29 تا 32 : آٹھویں پیراگراف میں، قریش کو غیرت دلائی گئی ہے کہ اللہ کے کلام قرآن کی صحیح قدردانی تم نے نہیں کی، لیکن جنّات نے کی اور سماعتِ قرآن کے بعد جنّات میں داعی اور مبلغین توحید پیدا ہو گئے۔

(a) بعض جنات قرآن سن کر داعی، مبلغ اور ڈرانے والے ﴿مُنْذِر﴾ بن کر اپنی قوم میں تبلیغ کرنے لگے۔ (آیت:29)

(b) مؤمن جنّات ، تورات کے بعد قرآن کو ﴿ صراطِ مُستقیم ﴾ کی طرف دعوت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ (آیت:30)

(c) مؤمن جنّات، رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے اور ایمان لانے کا مشورہ دینے لگے۔ (آیت:31)

(d) مؤمن اور توحید پرست جنّات ﴿شرکِ ولایت﴾ کو صریح گمراہی سمجھنے لگے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بگڑی بنانے والا، سرپرست اور کارساز ﴿ولی﴾ نہیں ہے (آیت:32)۔

9- آیات 33 تا 34 : نویں پیراگراف میں، توحیدِ خالقیت سے، امکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔

جو ہستی زمین اور آسمان کی تخلیق کے بعد تھکن کا شکار نہیں ہوئی، کیا وہ مردوں کی تخلیق پر قادر نہیں ہے؟

﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (آیت:33)

10- آیت 35 : آخری پیراگراف میں، رسول ﷺ کو صبر و عزم کی نصیحت اور فاسقین کو ہلاکت کی دھمکی دی گئی۔

مرکزی مضمون

﴿العزیز الحکیم﴾ کے نازل کردہ قرآن پر ایمان لا کر، مشرک قومِ عاد کے انجام سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ توحید پرست ﴿جِنّات﴾ کی طرح قرآن کے داعی اور مبلغ بننا ضروری ہے، ورنہ ہمارا انجام بھی قومِ عاد سے مختلف نہیں ہوگا۔